سیرت النبی کی ایک اہم اُردو کتاب

یعنی

فوائدِ بدریہ

(از جناب مولوی سید نصیر الدین صاحب ہاشمی حیدرآباد دکن)

"فوائد بدریہ" کے مصنف قاضی بدر الدولہ ہیں جو ریاست ارکاٹ میں قاضی اور مفتی و محتسب کی خدمت پر مامور تھے۔ ربیع الثانی سنہ ۱۳۸۰ھ کو قاضی صاحب کے انتقال کو سو سال ہوتے ہیں، مدراس میں شاندار جلسہ منعقد کیا جا رہا ہے، اسی موقع پر یہ مضمون سنایا جائے گا۔

"ہاشمی"

دکن میں اُردو ادب کا آغاز خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سید محمد حسینی سے شمار کیا جاتا ہے۔ آپ دہلی سے سنہ ۸۱۵ھ میں بہمنی عہدِ حکومت میں گلبرگہ آئے اور یہاں سنہ ۸۲۵ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ بہمنی دور کے بعد قطب شاہی اور عادل شاہی عہد میں دکنی ادب کو ترقی ہوئی۔ موضوعات کو فروغ ہوا اور خاصا تنوع پیدا ہو گیا۔ چنانچہ دکنی ادب کا جائزہ لیا جائے تو ترجمہ قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ، عقائد، تاریخ، سوانح، عشق و محبت، تصوف اور اخلاق، رزم بزم کا کافی ذخیرہ ہمدست ہوتا ہے۔ ان ہی موضوعات میں سیرت النبی کے متعلق بھی کئی کتابیں ملتی ہیں۔

قدیم اردو کی ابتدائی داستانیں اکثر فارسی سے ترجمہ ہوئی ہیں۔ فارسی مثنویوں میں حمد و نعت مناجات کے ساتھ "معراج" کا عنوان بھی ہوتا تھا۔ اس لئے قدیم اُردو میں بھی اس کا رواج ہو گیا۔ اکثر مثنویوں میں معراج کا حال نظم کیا گیا ہے اس کے علاوہ کئی ایک مستقل مثنویاں معراج کے متعلق لکھی گئی ہیں چنانچہ اب تک جو معراج نامے دستیاب ہوئے ہیں ان میں یلاقی، مختار، فتاحی، کمال، قربی

وغیرہ کے معراج نامے مشہور ہیں۔

معراج ناموں کے ساتھ نور نامہ۔ تولد نامہ۔ شمائل نامہ وغیرہ ناموں سے کئی مثنویاں ملتی ہیں۔ ان میں نور محمدی۔ پیدائش وفات اور شمائل کا مختصر تذکرہ نظم کیا گیا ہے۔ یہ مثنویاں سنہ ۱۰۹۵ھ سے سنہ ۱۲۵۰ھ تک مرتب ہوئی ہیں۔

آنحضرت صلعم کی پہلی سیرت مقدس کی کتاب موجودہ معلومات کے لحاظ سے عادل شاہی دور کے شاعر مختار کا مولود نامہ ہے۔ میاں محمد مختار نے اس مثنوی کو سنہ ۱۰۹۰ھ کے قریب مرتب کیا ہے۔ تقریباً پانچسو شعر کی مثنوی ہے۔ عنوانات کے تحت آنحضرت صلعم کے مختصر حالات نظم کئے گئے ہیں۔ مگر اس میں صدق و کذب۔ جھوٹ۔ سچ دونوں شامل ہیں۔

مولود نامہ کی دوسری کتاب مفید الیقین سے موسوم ہے اس مثنوی کا مصنف قطب شاہی دور کا شاعر محی الدین فتاحی ہے۔ سنہ ۱۰۹۵ھ میں یہ مثنوی مرتب ہوئی ہے۔ حمد و نعت اپنے مرشد کی مدح کے بعد نور محمد کا تذکرہ ہے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت، تجارت کے لئے ملک شام کا سفر کرنا۔ بی بی خدیجہؓ کا بیاہ۔ رسالت کا ملنا۔ دعوت اسلام دینا۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کا اسلام لانا۔ ہجرت۔ قریش اور یہودیوں سے جنگ۔ وفات وغیرہ کے ساتھ معجزات بھی بیان کئے گئے ہیں۔ اس مثنوی کو اس لئے اہمیت دی جاسکتی ہے کہ یہ آنحضرت صلعم کی پہلی مکمل سوانحعمری ہے۔

اس کے بعد ولی ویلوری کا زمانہ آتا ہے اس نے ایک مثنوی روضۂ انوار کے نام سے سیرت مقدس اور اور ایک وفات نامہ بھی لکھا ہے۔ روضۂ انوار ضخیم مثنوی ہے کئی ہزار شعر ہیں۔

ولی ویلوری کے بعد مولانا باقر آگاہ کی ہشت بہشت اور نوازش علی شیدا کی مثنوی "اعجاز احمد" قریب قریب ایک زمانہ میں تصنیف ہوئی ہیں۔ ہشت بہشت آٹھ حصوں پر مشتمل ہے جو سنہ ۱۱۸۴ھ سے سنہ ۱۲۰۶ھ تک لکھے گئے ہیں اور شیدا کی مثنوی اعجاز احمد سنہ ۱۱۸۷ھ میں مرتب ہوئی ہے۔ یہ مثنویاں عنوانات کے تحت لکھی گئی ہیں اور کئی ہزار اشعار پر مشتمل ہیں۔

باقر آگاہ وہ مصنف ہیں جنھوں نے اپنی مثنویوں کو صحیح واقعات کا آئینہ دار ہونے کا دعویٰ

کیا ہے اور اس امر کی صراحت کی ہے کہ ولی ویلوری اور شیدا کی مثنویاں صدق و کذب کا مجموعہ ہیں۔

باقر آگاہ کے بعد غلام اعزاز الدین خاں مستقیم جنگ نامی نے مدینۃ الانوار کے نام سے ایک مثنوی تصنیف کی ہے جس میں آنحضرت صلعم کی وفات کا تذکرہ اور اس کے بعد کا حال لکھا گیا ہے۔ یہ سب کتابیں نظم میں لکھی گئی ہیں یعنی مثنویاں ہیں۔

نثر میں سیرت کی پہلی کتاب ریاض السیر ہے اس میں مجمل طور پر سیرت النبی کا حال لکھا گیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ نہ تو اُس کے مصنف کا نام معلوم ہوتا ہے اور نہ تصنیف کے سنہ کی وضاحت کی جا سکی ہے۔ اس سیرت کے تین قلمی نسخے حیدرآباد کے سنٹرل لائبریریز میں محفوظ ہیں۔ قیاس ہے کہ مولانا باقر آگاہ ہی اس کے مصنف ہوں، مگر ہنوز یقین کے ساتھ کچھ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ممکن ہے آئندہ تحقیق میں اس کے مصنف کا نام اور تاریخ سنہ معلوم ہو جائے۔

ریاض السیر کے بعد فوائد بدریہ تالیف ہوئی ہے۔ یہ قاضی بدرالدولہ کی ایک اہم تالیف ہے۔ اس کے دیباچہ سے واضح ہوتا ہے کہ اولاً آپ نے فارسی میں آنحضرت صلعم کی سیرت مقدس کو قلمبند فرمایا تھا چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"خلاصۂ خاندان انوریہ زبدۂ سلسلہ فاروقیہ تاج رؤسا نواب محمد منور خاں اعظم جاہ نے اس عاصی کو زبانِ فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ ایک کتاب سیر و احوال میں اشرفِ موجودات، سیّد الانبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کے فارسی زبان میں ترجمہ کرے۔ پھر یہ عاصی ایک رسالہ مختصر فارسی زبان میں تالیف کیا۔ کتاب مختصر ہونے سے خواہشمند ہوئے کہ اور مطالب اور معجزے داخل کر کے سطور بسیط لکھے۔ عاصی اس کتاب کو مبسوط لکھنے والا تھا کہ اس عرصہ میں بیگانہ آفاق دار فانی سے ملک جاودانی کی طرف کوچ کر گئے۔"

اس فارسی سیر کی تالیف کے کچھ عرصہ کے بعد قاضی صاحب نے ۱۲۵۵ھ مطابق ۱۸۳۹ء میں اُردو میں سیرۃ النبی لکھی۔ یعنی آج سے ایک سو چھبیس سال پہلے فوائد بدریہ کی تالیف ہوئی ہے۔ فوائد بدریہ کے تالیف کی وجہ مولف کے الفاظ میں ملاحظہ ہو۔

" پھر دل چاہا کہ حسب خواہش اس غریق رحمت کے رسالے کو بسیط کروں لیکن دیکھا کہ بازار علم کا بہت کاسد ہو گیا اور علم کے جاننے والے دنیا سے گذر گئے۔ اب کوئی کتاب زبان عربی و فارسی میں تصنیف کی تو کچھ فائدہ اس پر مرتب نہیں ہوتا جن کو ان زبانوں کی معرفت حاصل ہے اُن کے لئے بہت سی کتب موجود ہیں اور کسی کو خواہشمند بھی نہیں پایا تب زبان ہندی میں یہ کتاب لکھنا شروع کیا تا عوام مومنوں کو اس سے فائدہ حاصل ہووے اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال سے واقف ہو کر اُن کی پیروی خوبی کے ساتھ کریں اور اس کی تالیف کا سبب حقیقت میں نواب مغفور تھے تو اللہ تعالے اُن کی روح کو بھی اس کا اجر پہنچاوے"

فوائد بدریہ خاصی ضخیم کتاب ہے۔ اس کے کئی ایڈیشن مدراس، بنگلور، بمبئی اور حیدر آباد میں طبع ہوئے ہیں۔ آخری طباعت حیدر آباد میں ۱۳۵۰ھ یعنی آج سے (۳۰) سال پہلے ہوئی ہے۔ یہ ایڈیشن (۱۰×۶) سائز کے (۴۰۴) صفحات پر مشتمل ہے۔

فوائد بدریہ چار باب پر مشتمل ہے۔

پہلے باب میں آنحضرت صلعم کی پیدائش سے وفات تک کا حال، بعثت اور ہجرت کے سنین کے لحاظ سے لکھا گیا ہے۔ دوسرے باب میں صورتِ باجمال اور سیرتِ باکمال کا بیان ہے۔ تیسرا باب آنحضرت صلعم کی نبوت کے دلائل اور معجزوں پر مشتمل ہے اور چوتھے باب میں آنحضرت صلعم کے آداب اور حقوق وغیرہ جو اُمت پر لازم ہیں بیان کئے گئے ہیں۔ یہ سیرت تمامتر صحیح حدیثوں سے ماخوذ ہے یعنی حدیثوں سے ہی اس کو مرتب کیا گیا ہے۔

فوائد بدریہ کئی خصوصیات کی حامل ہے۔ اولاً یہ کہ سیرت النبی اُردو نثر کی پہلی معتبر کتاب ہے۔ کیونکہ سیرتِ مقدس میں جس قدر کتابیں اس کے پہلے اردو میں لکھی گئی ہیں وہ تمام نظم میں ہیں۔ اگرچہ ریاض السیر ایک رسالہ اردو نثر میں قلم بند ہوا ہے مگر وہ نہایت مختصر ہے اور شائع بھی نہیں ہوا ہے۔ فوائد بدریہ کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ زبان کے لحاظ سے صاف ہے۔ باقر آگاہ کی زبان سے بلحاظ ارتقار تدریجی اس کو تفوق حاصل ہے۔ تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کو صحیح احادیث سے مرتب کیا گیا ہے۔ اگرچہ زمانۂ بعد کی طرح روایت کو درایت سے جانچنے کا جو

طریقہ رائج ہوا وہ اس زمانہ میں نہیں تھا۔ تاہم یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس میں چھوٹی روایات کو بعض دکنی کتابوں کی طرح شامل نہیں کیا گیا ہی۔ بلکہ معتبر اور صحیح حدیثوں سے مواد فراہم کیا گیا ہے۔ چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ سیرت مقدس کا جو مواد اس میں جمع کیا گیا ہے وہ مکمل ہے تشنہ نہیں ہی۔ حیدرآباد میں مولانا حبیب الرحمن خاں شیروانی سیرت کے جلسوں میں جو تقاریر کرتے تھے یا مولانا سید سلیمان ندوی کے خطبات مدراس کے نام سے جو سیرت کی کتاب شائع ہوئی ہے ان میں کوئی ایسی بات شامل نہیں ہی جو فوائد بدریہ میں نہ ہو۔ مجھے شروانی صاحب کی تقاریر بچپن میں سننے کا موقع ملا تھا۔ مولانا سیرت مقدس کے متعلق جو امور بیان کرتے تھے وہ سب کے سب فوائد بدریہ میں مل جاتے تھے۔ گوکہ پیرایہ بیان دوسرا ہوتا تھا۔ میرے لئے کوئی نئی بات جو فوائد بدریہ میں نہ ہو معلوم نہیں ہوتی تھی۔

پانچویں خصوصیت اس کا بہترین اسلوبِ بیان اور ترجمہ کی خوبی ہے۔ بزم کے حالات رزم کے واقعات، شمائل کا بیان اس خوبی سے کیا ہے کہ اس سے بہتر نہیں ہو سکتا تھا۔ شروع سے آخر تک کتاب دلچسپ ہی۔ عربی الفاظ کے لئے جو اردو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں وہ نہایت مناسب اور موزوں ہیں۔

اب چند مقامات سے عبارت کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

"حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ پیشانی مبارک کشادہ تھی اور بھوں دونوں ملے ہوئے تھے اور ہند بن ابی ہالہ سے روایت ہے کہ بھوں کماندار تھے اور اس کے موے پورے تھے اور دونوں ابرو پیوستہ نہ تھے۔ دونوں کے درمیان ایک رگ تھی۔ غصے کے وقت خون سے بھر جاکے موٹی ہوتی۔ ان دونوں روایت میں اختلاف ہی صحیح بات یہی ہے کہ بھوں ملے ہوئے نہ تھے لیکن موئے باریک تھے۔ اس سبب کی کوئی روایت کرتا ہے کہ بھوں ملے ہوئے تھے اور کوئی کہتا ہے جدا تھے"۔

آنحضرت صلعم کی بزم کا حال اس طرح لکھا گیا ہے۔

"عروہ نے دیکھا کہ آنحضرت صلعم کچھ کام فرماتے تو اس کو کرنے صحابہ دوڑتے ہیں اور وضو کئے

تو اس پانی کو پینے ایک پر ایک گرتے ہیں۔ بات پکار کے نہیں کہتے اور تعظیم سے حضرت کی طرف نظر جاتے نہیں۔ غرض ان کا طریقہ دیکھ کر عروہ گیا اور اپنے لوگوں کو جا کے کہا میں بادشاہوں کے دربار گیا ہوں کسریٰ قیصر نجاشی کی مجلس دیکھا ہوں لیکن کسی کی تعظیم اتنی کرتے نہیں دیکھا جیسا کہ محمدؐ کے لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں اور جو دیکھا سو بیان کیا۔“

رزم کے حالات کا نمونہ ملاحظہ ہو:۔

”مسلمانان بھی اپنی فوج آراستہ کر کر اُن کے مقابلہ میں گئے۔ اس قدر جنگ ہوئی کہ آخر زید بن حارثہ نیزوں کے ماروں سے شہید ہوئے اور نشان کے تیں جعفر بن ابی طالب لیکے جنگ پر مستعد ہوئے، دونوں لشکر جب باہم خلط ہوئے جعفر گھوڑے پر سے اُتر کر اس کے ٹانچے مار کے، جنگ شروع کئے، بعد داہنا ہاتھ اڑ گیا۔ بائیں ہاتھ میں نشان لئے وہ بھی کٹ گیا چھاتی سے لگائے آخر شہید ہوئے۔ ان کے بدن پر سو زخم سے زیادہ لگے تھے بعد عبداللہ بن رواحہ نشان لئے اور گھوڑے کو آگے بڑھا کے اُترنا چاہا تو دل میں اُتروں یا نہ اتروں کچھ تردد ہو گیا۔ انھوں نے اپنے نفس پر ملامت کئے اور گھوڑے پر سے اُترے۔ اس عرصہ میں اُن کے چچیرے بھائی کچھ گوشت لائے کہے تم ان ایام میں کچھ کھاتے نہیں ہو اگر اس کو کھائیں تو تقویت ہوگی، اس کو لیکے ٹکڑا توڑ کے کھائے کہ اس میں لوگوں میں اضطراب ہوا، وہ گوشت پھینک کے اپنے آپ سے کہے افسوس تو ابھی دنیا میں ہے اور تلوار کھینچ کے آگے ہوئے اور جنگ کر کے یہ بھی شہید ہوئے۔ ان کے بعد ثابت بن اقرم عجلانی نشان لئے اور لوگوں کو کہے تم کسی امیر کو تجویز کرو، سب کے سب اتفاق سے خالد بن ولید کو سردار کئے لیکن کافروں کی بڑی جمعیت رہتے اور سرداروں کے مارے جانے کے باعث لوگ کے پاؤں اکھڑے۔ دوسرے روز خالد بن ولید فوج جمع کئے اور ہراول کو جنداول، جنداول کو ہراول اور برن غار کو جرن غار، جرن غار کو برن غار کر کر پھر جنگ کے واسطے آئے۔ بڑا جنگ ہوا۔ خالد بن ولید کے ہاتھ میں آٹھ تلوار ٹوٹ گئیں کافران ہزیمت پا کے بھاگے۔“

اس نمونہ سے فوائد بدریہ کا اسلوب بخوبی واضح ہوجاتا ہے۔ بہرحال فوائد بدریہ سیرت النبی کی ایک قابل قدر لائق نمائش بے نظیر کتاب ہے۔ اگرچہ گذشتہ سوا سو سال میں فوائد بدریہ کے بعد کئی سو سیرت کی کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن اس کے باوجود فوائد بدریہ کی مقبولیت کم نہیں ہوئی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فوائد بدریہ کس طرح گوناگوں خوبیوں سے مملو ہے اور یہ قاضی بدرالدولہ کا مہتم بالشان کارنامہ ہے جو ہمیشہ باقی رہے گا۔

آخر پر فوائد بدریہ کے قدیم نسخوں اور اس کی طباعت کے متعلق بھی جو عرض حال ڈاکٹر محمد غوث صاحب نے ۱۳۵۱ھ میں حیدرآباد کے طباعت میں درج کیا ہے اس کا اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔

"اس اشاعت کے لئے کئی نسخے فراہم کئے گئے۔ مصنف کا اصلی بیضہ بھی موجود ہے لیکن افسوس ہے کہ بوسیدگی کے باعث اس سے کام لینا دشوار ہے۔ مجبوراً صحت کے لئے وہ نسخہ پیش نظر رکھا گیا جو خود مصنف کے لئے اُن کے ہمشیرزادے مولوی سید حبیب اللہ خاں مرحوم نے ۱۲۵۷ھ میں نقل کیا تھا بعد میں وہ نسخہ بھی فراہم ہوا جو سب سے اول ۱۲۶۳ھ میں مطبع کشن راج مدراس میں نہایت اہتمام اور صفائی سے طبع ہوا تھا۔ اس میں خود مصنف نے جابجا طباعت کی غلطیوں کی اصلاح کی ہے۔ سارے اسماء اعلام پر اعراب لگائے ہیں اور بعض اہل قرابت کو اُس میں درس بھی دیا ہے۔"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ فوائد بدریہ کی پہلی طباعت آج سے ایک سو سترہ سال پہلے ہوئی ہے۔

حیدرآباد طباعت شمس المطابع مشین پریس عثمان گنج حیدرآباد میں ہوئی تھی اب یہ پریس حیدرآباد میں باقی نہیں ہے۔ چونکہ کتاب کی مانگ ہے اس لئے اس کی طباعت کا انتظام کیا جائے تو مفید ہوگا۔